© rasailojaraid.com

مولانا ابوالکلام آزاد

اسوۂ ابراہیمی

این ... منزل تمدن است میندیش دبیا
میل ازیں راہ خطا باشد ہیں تانکنی

دنیا نے اپنے ابتدائی عہد میں ایک زمانہ وہ بھی دیکھا ہے جب انسانی تمدن کی بدیع المثل ترقی نے قدرت اور بندوں میں کوئی حد فاصل باقی نہیں رکھی تھی۔ قدرت کے صدہا راز آشکارا ہو چکے تھے اور جس قدر حیرت انگیز قدرتی طاقتیں مخفی تھیں۔ انسان نے تقریباً سب سے کام لینا سیکھ لیا تھا۔

آگ' پانی' ہوا' مٹی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس پر انسان نے حکومت نہ کی ہو۔ سیارہ زمین کی عنان اختیار گویا ہاتھ میں تھی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ فضائے محیط کے کروں اور سیاروں کو بھی ایک طرح سے اپنا بنا لیا تھا اور اپنی ضروریات میں ان کی مہیب طاقتوں سے بھی نہایت آسانی و سہولت کے ساتھ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

نقولا تسلا (نکولس ٹازلے) کو ہنوز مریخ کی آبادی سے تعلقات پیدا کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ لیکن تاریخ کو اس ابتدائی زمانے کی علمی و عملی ترقی پر حیرت ہے کہ زمین والے آسمان تک پہنچ گئے تھے اور آسمانی آبادی سے جو چاہتے تھے کام لیتے تھے۔ بستیاں بساتے' شہر کے برج بناتے تو اس کا قبہ آسمان تک پہنچا دیتے۔ سیرگاہیں اس شان کی ہوتیں کہ مکانات ہیں عمارتیں ہیں' محل سرائیں ہیں' آبادی ہے اور اوپر نظر اٹھاؤ تو ایک وسیع اور بہت ہی وسیع باغ آویزاں ہے۔ شہر میں آیند و روند کی چہل پہل ہے۔

سڑکیں ہیں' گاڑیاں ہیں' دکانیں ہیں اور اوپر دیکھئے تو ایک عظیم الشان دریا لہریں مار رہا ہے۔

یہ عجیب و غریب مدنیت کلدانیوں کی تھی جو ارض عراق کے فرمانروا تھے۔ جن کی جلالت کا یہ عالم تھا کہ تورات کے پیغمبر بھی انہیں عشر (محصول) دیتے تھے اور ان کے قانون سے تالیف تورات میں مدد لیتے تھے۔

> علم حق کو لیکر خطرناک و سنگلاخ وادیوں میں قدم رکھنا چاہیے۔ تاکہ طلسم فریب ٹوٹ جائے اور پھر دنیا میں خدا کی بادشاہی قائم ہو جائے

وسائل تمدن کی فراہمی و فروانی ایک عالم کو سرکش بنا چکی ہے۔

ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی۔

(سورہ اقراء)

ایک ذرا سی ملکی و مالی عظمت جو انسان کو انسانیت سے گرا دیتی ہے۔ جو اس قدر مغرور بنا دیتی ہے کہ لنڈن ٹائمس کے صفحات پر زبان سیاست کو اس اعلان سے بھی باک نہیں ہوتا کہ ایک معمولی انگریز سپاہی کے خون کے مقابلہ میں تمام ایرانی آبادی کی کچھ وقعت نہیں۔ جو ایک بااختیار ملکہ حیثیت میں ایک غاصب و ظالم و خونریز سلطنت کو انسانی قتل عام پر مبارکباد دیتی ہے۔ جو ایک فرمانروا سے یہ عصبیت ظاہر کراتی ہے کہ ایک ملک کو چند قومیں پامال کر چکی ہیں اور اب اسے مجبور کرتی ہیں کہ اس پامالی پر قانع ہوجائے۔ جس نے ۲۵ برس پہلے ایک وزیراعظم کی زبان سے ایک ایسے ملک کا خون چوس لینے کی تلقین کرائی تھی جو خود اسی کا محکوم تھا جس پر اس کی ثروت کی بنیادیں قائم تھیں جو اس کے تاج سلطنت کا درخشندہ گوہر مانا جاتا تھا اور جس کے باشندوں نے اپنا ملک و مال خود اس کے تصرف میں دے کر اسے مطلق العنان کردیا تھا کہ:

محابا کیا ہے؟ میں ضامن ادھر دیکھ شہیدان نگہ کا
خون بہا کیا؟

غرض کہ وہی عظمت جب اپنے انتہائی مظاہر میں نمایاں ہوں تو انسان میں کہاں تک سرکشی نہ آئے گی؟ مادہ کی الوہیت کلدانیوں پر چھا گئی تھی' خدا کو بھول گئے تھے اور بندگان خدا کے ساتھ اسی ظلم اور زبردست آزاری کے ساتھ پیش آتے تھے جو آج موجودہ تمدن کی نمایاں خصوصیات میں سے ہے۔

کلکتہ' بمبئی' برلن اور لندن میں جس طرح عظمائے رجال کے جابجا بت نصب ہیں۔ اسی طرح کلدانیوں نے بے شمار مجسمے قائم کر رکھے تھے اور ان کی بے انتہا عزت کرتے تھے۔ چونکہ قدرت نے روئے زمین سے تاریکی مٹانی تھی۔ اس لئے اسی قوم اور اسی ملک سے ایک ایسے نامور اور عظیم الشان خدا شناس کو اٹھایا جس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس طلسم کی حقیقت واضح کر دی اور کواکب پرست کلدانیوں پر ملکوت السموات والارض کے اسرار فاش کر دیئے۔

یہ خدا شناس ہستی ابراہیم علیہ السلام ابن آزر (تارخ) کی تھی جن کو توحید و صداقت کی دعوت و اشاعت پر سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑیں ملک کاملک دشمن تھا' قوم کی قوم تشنہ خون تھی۔ حکومت اپنی پوری طاقت سے مقاومت کو آمادہ تھی۔ ایک زمانے نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس خدا پرست مخلوق کو آگ کے حوالے کرکے رہیں گے۔ بایں ہمہ ان کے عزم و استقلال کا یہ عالم تھا کہ بقول مسیحی مورخ (مارگری گوری ابوالفرج ملطی) کے انہوں نے تن تنہا کلدانیوں کے بت خانے میں آگ لگا دی۔ (مختصر الدول ص ۲۱)

اور اتنی بڑی مہم انجام دینے پر بھی کوئی زبردست طاقت ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ وہ بقول تورات عراق سے ترک وطن کرکے صحیح سلامت اس ملک میں چلے گئے جہاں خدا نے ان کو برکت دینے اور انہیں ایک بڑی قوم بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ (تکوین ۱۲-۱-۵)

یہودیوں کی مقدس کتاب (تلمود) میں یہ واقعات شرح و بسط سے مذکور ہیں جن کو قرآن کریم نے اور زیادہ پھیلا کر بیان کیا ہے۔ سورہ انبیاء میں ہے:

ولقد اتینا ابراہیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین۔ اذ قال لابیہ وقومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون؟ قالوا وجدنا اباءنا لھا عابدین قال لقد کنتم انتم واباؤکم فی ضلال مبین قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللعبین قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن وانا علی ذلکم من الشھدین وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین فجعلھم جذاذا الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون قالوا من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظلمین قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراہیم قالوا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون قالوا ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراہیم قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون فرجعوا الی انفسھم فقالوا انکم انتم الظلمون ثم نکسوا علی رءوسھم لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون قال افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فعلین قلنا ینار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم وارادوا بہ کیدا فجعلنھم الاخسرین و نجینہ ولوطا الی الارض التی بارکنا فیھا للعلمین۔ (۲۱ - [illegible] - ۶۳)

ترجمہ :۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے ابتدائے عمر ہی سے فہم سلیم اور [illegible] رشد و حکمت عطا فرمایا تھا اور ہم اس سے اچھی [illegible] واقف تھے۔ دعوت الٰہی کے اس مقدس وقت کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ پتھر کی مورتیں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو' کیا ہیں؟ انہوں نے کہا اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے کہ اپنے بڑوں کو ان کی پرستش کرتے دیکھتے آئے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا پس یقیناً تم اور تمہارے بڑے دونوں صریح گمراہی میں پڑے رہے۔ اس پر انہوں نے کہا:

"یہ جو تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ تمہارا کوئی حقیقی خیال ہے' یا محض دل لگی کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ دل لگی کی اس میں کیا بات ہے؟ یہ تو اصل حقیقت ہے کہ وہ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا' وہی تمہارا بھی پروردگار ہے اور میں اپنی بصیرت اور یقین سے اس پر شہادت دیتا ہوں۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ [illegible] خدا کی [illegible] ضرور [illegible] ان بتوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک چال چلوں گا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لوگوں کے جانے کے بعد بت خانے میں گئے اور بتوں کو توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا [illegible] سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ جب لوگ آئے اور [illegible] دیکھا [illegible] معبودوں [illegible] کس شخص نے [illegible] انہوں نے کہا [illegible] سے پکارتے ہیں [illegible] ان بتوں [illegible] یہ اسی کی [illegible] سب نے [illegible] کہ اس کو یہاں سب کے سامنے [illegible] حاضر کرو [illegible] سوال و جواب ہم [illegible] گواہ رہیں۔

> حضرت ابراہیم کی طرح بتوں کو پاش پاش کرنے اور کفر کو دندان شکن جواب دینے کیلئے نوجوانوں میں بیداری جذبہ کی ضرورت ہے

چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لے کر آئے اور ان سے پوچھا کہ "اے ابراہیم! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت تو نے کی ہے؟ انہوں نے الزاما کہا "نہیں بلکہ یہ بت جو سب میں بڑا ہے اسی نے کی ہوگی۔ انہیں سے پوچھ لو اگر وہ جواب دے سکتے ہیں" اس دندان شکن جواب کو سن کر سب کے سب ششدر رہ گئے اور اپنے دل میں اپنی گمراہی کے قائل ہوکر آپس میں کہنے لگے کہ سچ ہے تم ہی برسرناحق ہو مگر بایں ہمہ سرکشی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے۔ وہ پھر اپنے سروں کے بل اوندھے گمراہی کے گڑھوں میں دھکیل دیئے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تم نے کیا کہا! تم کو تو معلوم ہے کہ بت بولا نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا:

[illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی چیزوں کو پوجتے ہو جو خود ہی مجبور محض ہیں؟ نہ کسی کو کچھ نفع پہنچائیں اور نہ نقصان؟ تف ہے تم پر اور تمہاری ان چیزوں پر' جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو۔ یہ کیا ہے کہ اتنی ظاہر اور کھلی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی؟

جب وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عاجز آ گئے تو اور تو کچھ نہ کر سکے غیظ و غضب سے پاگل ہو کر آپس میں شور مچانے لگے کہ اگر کچھ کرنا ہے تو اس کو یہی ہونا ہے کہ اس بے باک شخص کو آگ میں ڈال کر جلا دو اور اس طرح اپنے معبودوں کی حمایت کرو۔

جبکہ وہ تدبیریں کر رہے تھے تو ہم بھی اپنی تدبیروں سے غافل نہ تھے۔ ہم نے اپنی قدرت کا قانون نافذ کیا اور آگ سے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم علیہ السلام کے لئے سلامتی۔ انسانوں نے ہمارے داعی الی الحق کو نقصان پہنچانا چاہا تھا پر ہم نے ان کو ناکام و خاسر کیا۔

بظاہر تو یہ ایک قصہ ہے اور بدقسمتی سے اب تک اسی حیثیت سے اس پر نظر ڈالی گئی ہے۔ مگر غور کیجئے تو قرآن کریم نے اپنے انداز خاص میں ایک دفتر معارف کھول دیا ہے جس کے ایک ایک لفظ کے اندر صدہا رموز اخلاق و سیاست اور حقائق و نوا میں اصلاح و دعوت پوشیدہ ہیں۔ مہلت ملے تو اس واقعہ کے ایک ایک ٹکڑے پر ایک ایک مقالہ مستقل طور پر لکھنا چاہئے۔

سردست صرف چند مناسب وقت اشارات آپ کے سامنے ہیں۔

فکر و تدبر سے کام لیجئے تو اس واقعہ سے چند خاص نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ جس ملک میں ظلم عام ہو گیا ہو خدا اور بندوں کے حقوق سر مشق تعدی و تطاول ہو رہے ہوں۔ شرک جیسے ظلم عظیم کے ارتکاب میں باک نہ ہو' اللہ کو چھوڑ کر دوسری طاقتوں اور انسانی قوتوں کے آگے سر بسجود ہوں۔ وہاں ہر اس شخص کا جس میں ایک ذرہ بھی ایمان و اسلام ہو' یہ ایک مقدس فرض ہے کہ مظالم و مفاسد کے استیصال کے لئے آمادہ ہو جائے اور بغیر کسی مداہنت و نفاق کے' کامل آزادی اور نڈر اور بے باک لب و لہجے میں خدا کے بندوں کو خدا کیجانب بلائے' اسلام کی علانیہ دعوت دے اور کفر و ضلالت کے مٹانے میں ذرا بھی متامل نہ ہو۔

۲۔ خدا کو استبداد پسند نہیں۔ جو لوگ ارباب اقتدار ہوں دولت و حکومت رکھتے ہوں' انسانوں پر ان کا تصرف ہو' دنیا کی ہر ایک چیز پر انہیں فرمانروائی کی طاقت دی گئی ہو' پھر اتنی سب نعمتیں ملنے پر بھی خدا کو بھول جائیں۔ مستبد بن بیٹھیں' قانون الٰہی کو توڑنے لگیں۔ نظام اسلام کی توہین کریں' استبداد میں اتنا غلو رکھتے ہوں کہ انسان ہو کر خدا بن بیٹھیں اور اپنے آئین استبداد کے خلاف کسی کی کچھ سماعت نہ کرتے ہوں' تو ایسی قوم کو اس کی غلط کاریوں سے علانیہ آگاہ کر دینا چاہئے۔ علم حق و معروف لے کر مفاسد و منکرات کے خلاف آمادہ جہاد ہونا چاہئے اور نہایت آزادی و استقلال کے ساتھ اس طرح خطرناک و سنگلاخ وادی میں قدم رکھنا چاہئے کہ یہ طلسم فریب ٹوٹ جائے اور دنیا میں پھر خدا کی بادشاہی قائم ہو جائے۔

> حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توحید و صداقت کی دعوت وارشاد پر سخت سے سخت تکالیف برداشت کرنا پڑیں

۳۔ مسلم کی حدیث مشہور ہے:

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔

اس حدیث کو ہم نے بار بار سنا ہو گا' مگر کبھی اس کی تعلیم کے اصول و حقیقت پر نظر نہ ڈالی ہو گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ حسنہ سے اس کے سمجھنے میں مدد لو۔ یہ حدیث بتلاتی ہے کہ قانون الٰہی کے منشاء اور احکام کے خلاف جہاں کوئی ایک برائی بھی نظر آئے معاً ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے زور بازو سے اس کے مٹانے کی کوشش کرے۔ یہ خصوصیت حقیقی ایمان داروں کی ہوگی۔ لیکن جس میں اتنی قوت نہ ہو وہ زبان سے برا کہے اور برائی کے خلاف بآواز بلند احتجاج (پروٹسٹ) کرتا رہے۔ اس مذاق کے لوگ اس طرح ناقص الایمان سمجھے جائیں گے۔ جس سے یہ بھی نہ ہو سکے وہ کم از کم اپنے دل ہی میں اس آگ کو سلگاتا رہے۔ یہ ایمان کا بالکل ہی آخری اور بہت ہی ضعیف و کمزور درجہ ہے۔ لیکن جو طبیعتیں اتنا احساس بھی نہ رکھتی ہوں ان میں فرائض کی خواہ کتنی ہی پابندی موجود ہو۔ مگر یقین کر لینا چاہئے کہ ایمان سے ان کو مطلق سروکار نہیں۔

مگر یاد رہے کہ ازالہ منکرات و مفاسد کے لئے دل میں کڑھنے اور زبان سے نالہ و فریاد کرنے کی صورتیں اسی وقت تک کے لئے ہیں جب تک کہ ان سے کشود کار ممکن ہو۔ جہاں یہ باتیں بے سود ہوں' وہاں ایمان کا صرف ایک ہی مظہر ہے اور وہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو استعمال طاقت کے قابل بنائیں اور پھر اس طاقت سے منکرات اور مفاسد و مظالم کو مٹائیں۔

براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین۔ (التوبہ ۱)

ترجمہ :۔ جن مشرکین کے ساتھ تم نے عہد کر رکھا تھا اب اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کی طرف سے انہیں صاف جواب ہے۔

وان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ و بشر الذین کفروا بعذاب الیم۔

(التوبہ ۳)

ترجمہ :۔ اگر اب بھی تم پھرتے رہے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے اور کافروں کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عذاب دردناک کی بشارت سنا دو۔

لا یستاذنک الذین یومنون باللہ والیوم الآخر ان یجاھدوا باموالھم و انفسھم واللہ علیم بالمتقین۔ انما یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الآخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون۔ (۴۰ - ۴۵)

ترجمہ :۔ جو لوگ خدا کا اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہیں وہ تو تم سے اس بات کی رخصت مانگتے نہیں کہ اپنی جان و مال سے شریک جہاد نہ ہوں' تم سے خواہان اجازت تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو اللہ اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور ان کے دل میں شک پڑے ہیں پس وہ اپنے شک کی حالت میں حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ ایسی حالت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ دنیا میں اس وقت وہی ایک مسلمان تھے مگر نہ یہ تنہائی انہیں دعوت الی الحق سے مانع ہو سکی اور نہ انہوں نے رد مظالم اور تغیر منکر کے لئے صرف وظیفہ قلب و زبان تک ہی کفایت کی' جب یہ کوشش سود مند ہوتے نہ دیکھی تو دست و بازو سے بھی طاقت آزمائی کے لئے آمادہ ہو بیٹھے۔ پس ایمانداروں کے لئے ضروری ہے کہ اس کی پیروی کریں۔

۴۔ دعوت الی الحق کی ابتداء اپنے گھر سے چاہیئے۔ یہی صورت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار کی اور اسی کی تعلیم اظہار دعوت کا حکم دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تھی کہ:

وانذر عشیرتک الاقربین۔

ترجمہ :۔ اپنے قریب ترین اعزہ کو ڈراؤ۔

ان مبادی میں کامیابی ہو یا ناکامی' تاہم تجربہ و اختیار اور بصیرت کو اس سے مدد ملے گی اور پھر دعوت عام کے لئے اسکیم مرتب کرنے میں صرف دماغ کی قوت متخیلہ ہی پر زور دینا نہ پڑے گا بلکہ تجربہ و عمل کے نتائج سامنے ہوں گے۔

۵۔ دعوت الی الحق کو مداہنت' پاس مراتب' لحاظ' عظمت سے کچھ سروکار نہیں۔ کسی بزرگ کی بزرگی یا کسی عزیز کی محبت کا اس پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیے۔ اولاد پر والدین سے زیادہ کس کے احسانات ہوں گے؟ لیکن دیکھتے نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو کچھ کہنا تھا سب سے پہلے اپنے باپ ہی سے کہا اور جو کچھ کرنا تھا اس کے انجام دینے میں باپ کے حقوق ابوت ذرا بھی مانع نہ ہو سکے۔

> اگر حقیقت کو اخلاص کیساتھ موثر انداز میں پیش کیا جائے تو سخت سے سخت منکروں کے سر بھی جھکا دیتی ہے۔

۶۔ احیاء صداقت اور اقامت اور عدل کے مخفی تدابیر بھی کرنی پڑتی ہیں۔ پوشیدہ طور پر کید و تدبیر سے بھی کام لینے کی حاجت پڑتی ہے اور اس مدعا کے لئے یہ تمام باتیں جائز و درست بلکہ ضروری و لازم العمل ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت خانے میں کیا کیا تھا؟

۷۔ کفر و شرک و استبداد نے دلوں میں خواہ کیسی ہی تاریکی پھیلا دی ہو؟ انسان اپنی انسانیت سے کتنا ہی گزر گیا ہو' امتیاز حق و باطل کی طاقتیں مردہ ہی کیوں نہ ہو جائیں' تاہم حقیقت ایک ایسی چیز ہے کہ اخلاص کے ساتھ موثر انداز میں جب اس کو پیش کیا جائے گا تو سخت سے سخت منکروں کے سر بھی اس کے آگے جھک جائیں گے۔ مستبدین کے غرور و جبروت سے مرعوب ہو کر دعوت الی الحق کی تحریک رکی نہیں جاتی اور اگر رکتی بھی ہے تو اس طرح کہ:

رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

۸۔ دعوت الی الحق کے لئے شجاعت قلب درکار ہے۔ جرات لسان کی حاجت ہے۔ زور آور دست و بازو کی ضرورت ہے کہ خواہ کچھ ہی پیش آئے اور خواہ کیسی ہی زحمتیں سنگ راہ ہوں مگر اپنے مشن کو سنبھالے رہے۔ تھم نہ جائے اور کبھی مرعوب نہ ہو۔

۹۔ بڑے کام کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت ہے' صرف دفع وقت سے رفع استبداد ممکن نہیں۔ اس قربان گاہ پر سب سے پہلے اپنی جان کی بھینٹ چڑھانے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہئے۔ اس راہ میں سنگلاخ منزلیں طے کرنا پڑیں گی۔ مشکل سے مشکل امتحان دینے ہوں گے۔ شدائد و نوازل کے طرف مقابل ہونا پڑے گا اور ہر قدم پر اس دستور العمل کی پابندی کرنی پڑے گی کہ:

ترک جان ، ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل است

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیسی خطرناک جرات کی تھی؟

۱۰۔ حق و صدق کی مقاومت ہمیشہ قائم رہتی ہے' دست ستم اس میں خلل ڈال سکتا ہے' ضرر پہنچا سکتا ہے پر اس کو فنا نہیں کر سکتا۔ عزم و ثبات سے تمام بندشیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ مخالفین ذلیل ہوتے ہیں۔ استبداد سے نجات ملتی ہے اور انجام کار برکت حاصل ہوتی ہے کہ والعاقبۃ للمتقین دعوت الی الحق کی یہ نتیجہ خیز سکیم خود حضرت الٰہی کی ترتیب دی ہوئی ہے۔ جو لوگ شب و روز نئی اسکیموں کا خواب دیکھتے ہیں ان کو پیام پہنچا دو یہ پاک موضوع اس سے زیادہ تشریح کا طالب تھا مگر افسوس:

کہ بادہ حوصلہ سوز است و حجلہ بد ستند

© rasailojaraid.com